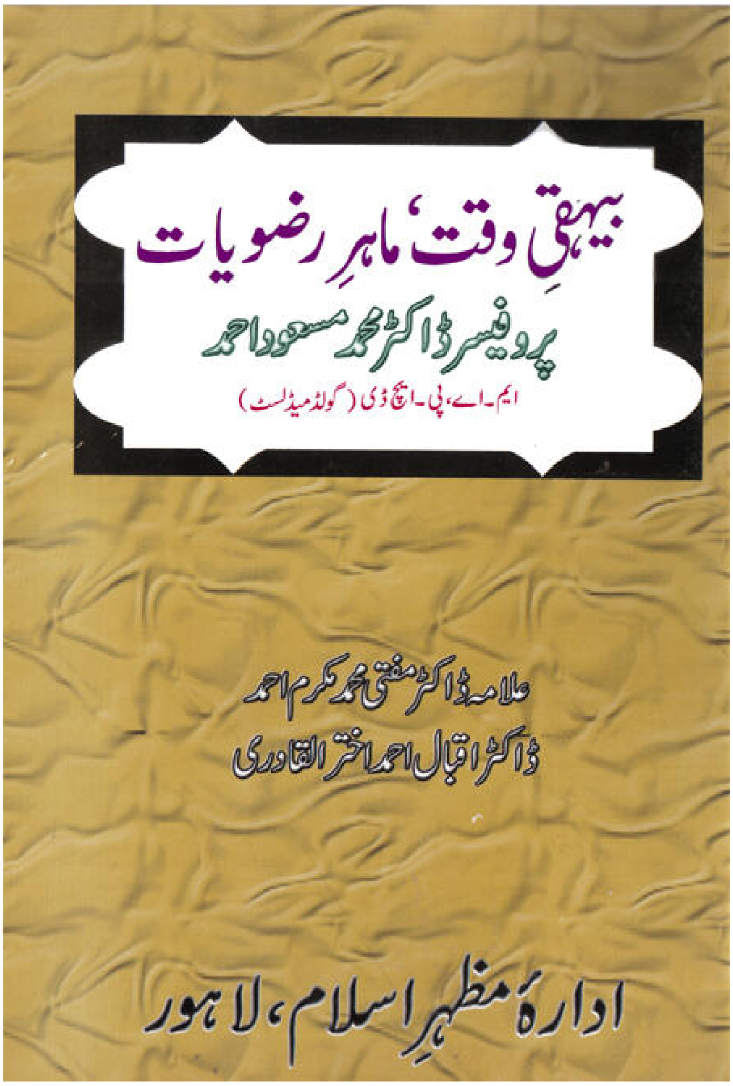
بیہقیِ وقت، ماہرِ رضویات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی (گولڈ میڈلسٹ)

علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

ادارۂ مظہرِ اسلام، لاہور

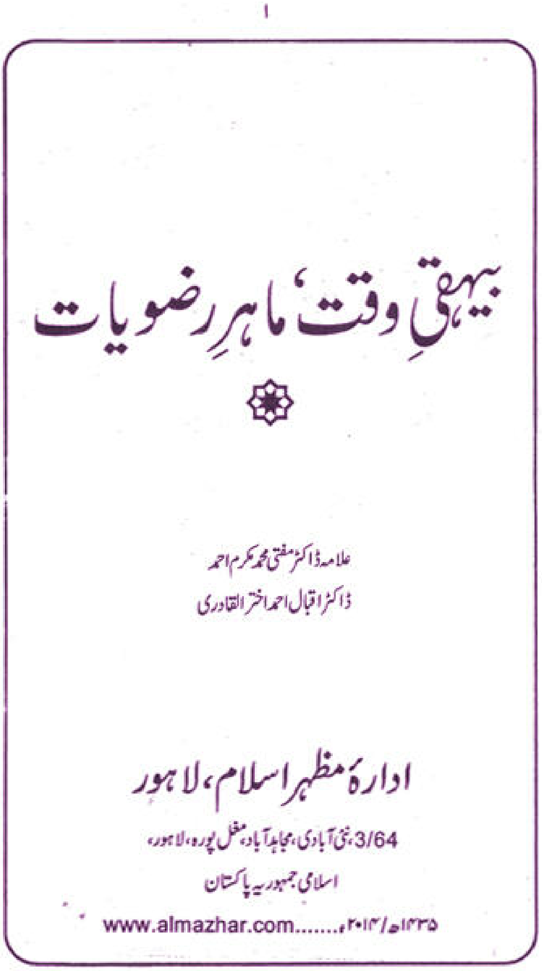

بیہقیِ وقت، ماہرِ رضویات

علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

ادارۂ مظہرِ اسلام، لاہور
3/64، بنی آبادی، مجاہد آباد، مغل پورہ، لاہور،
اسلامی جمہوریہ پاکستان
www.almazhar.com.......۲۰۱۴ء/۱۴۳۵ھ

بیہقیِ وقت، ماہرِ رضویات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی (گولڈ میڈلسٹ)

نام ---------- بہیقیِ وقت، ماہر رضویات

تحریر ---------- علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

---------- ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

سنہ اشاعت -------- ١٤٣٥ھ / ٢٠١٤ء

طباعت --------- ایک ہزار

حروف سازی ------ اویس انصاری

ناشر ---------- ادارہ مسعودیہ، کراچی

ملنے کے پتے

١۔ ادارہ مسعودیہ، ٦/٢، ٥۔ ناظم آباد، کراچی۔ فون: ٣٦٦١٤٧٤٧

٢۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر اردو بازار، کراچی۔

٣۔ ادارہ مظہر اسلام، ٣/٦٤ نئے آبادی، مجاہد آباد مغل پورہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّهِمِ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱)

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
(شاہی خطیب وامام مسجد فتح پوری' دہلی، بھارت)

❀❀

بزرگانِ دین کے عرس شریف منعقد کرنا باعث ثواب بھی ہے اور حصول فیوض و برکات کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے، جنہیں ہم یاد کرتے ہیں یقیناً وہ روحانی طور پر ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انکے فیوض و برکات ہمیں ملتے ہیں، صرف عرس شریف ہی نہیں بلکہ شجرہ شریف پڑھتے وقت یا مزارات مقدسہ پر حاضری کے وقت بھی ہمیں فیض حاصل ہوتا ہے، اللہ کے کچھ بندے اسے محسوس بھی کرتے ہیں اور بہت سے محسوس نہیں کرپاتے۔

روحیں زندہ رہتی ہیں اور مردے اپنی قبروں میں سب کچھ سنتے ہیں، اپنے پاس آنے جانے والوں کی خبر رکھتے ہیں، اسی لیے قبرستان میں جاکر ''السلام علیکم یا اھل القبور'' کہنے کا حکم ہے (اے قبروں والو، تم پر اللہ کی سلامتی ہو) یہاں مخاطب قبر والے ہیں اور حرف نداء قبر والوں کے لیے بولا جارہا ہے، اس سے صاف معلوم

ہوگیا کہ قبر والے سنتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:

''ہر دن فرشتے قبرستان میں جاتے ہیں اور نداء کرتے ہیں، اے قبر والو، آج تمہارا کیا حال ہے، تم کیا سوچتے ہو، تو وہ جواب دیتے ہیں' ہمیں اپنے بھائیوں پر رشک ہورہا ہے جو دنیا میں زندہ ہیں، وہ مسجدوں میں جاکر نمازیں پڑھ رہے ہیں، افسوس ہم اس نیک عمل سے محروم ہیں اور ہم قادر نہیں ہیں کہ مسجدوں میں جاکر نماز ادا کریں، وہ لوگ روزے رکھ رہے ہیں، ہم اس پر قادر نہیں ہیں، وہ صدقہ خیرات کررہے ہیں، افسوس ہم اس نیک عمل پر قادر نہیں ہیں''۔

ہمارے نیک اعمال پر وہ اسی طرح رشک کرتے رہتے ہیں۔اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ قبروں میں مُردے سب حالات سے باخبر ہوتے ہیں' وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں لیکن ہم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔

یہ تو عام مسلمانوں کا حال ہے جو قبروں میں آرام کررہے ہیں، اولیاء اللہ کا درجہ تو بہت ہی بلند ہے' وہ اللہ کے محبوب ہیں اور اپنے عقیدتمندوں اور مریدوں کے حالات سے ہر وقت واقف رہتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں، دنیا ان سے فیض پاتی ہے۔

حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''جو میری عقیدت رکھتا ہے وہ میرے مریدوں کا درجہ پاتا ہے''۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''میں قیامت تک آنے والے اپنے مریدوں کو جانتا ہوں اور میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں''۔

وہ مبارک ومقدس حضرات تو لوحِ محفوظ پر نظر رکھتے تھے، عرشِ معلیٰ پر ان کی نظر تھی تو دنیا کیا چیز ہے۔ آج سائنس کی دنیا ہے۔ ریموٹ اور وائرلیس کا زمانہ ہے، ڈرون طیاروں کا دور ہے، خلا میں سیارے گھوم رہے ہیں اور تمام دنیا کی خبر لا رہے ہیں، ریڈیو، ٹرانزسٹر، ٹی وی، موبائل، ای۔میل اور فیکس کا زمانہ ہے۔ آج کا تکنیکی عہد نئی نئی ایجادات کے ساتھ لوگوں کی حیرت میں اضافہ کر رہا ہے، یہ سب انسانوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں جو بہت کامیابی سے کام کر رہی ہیں، اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں اور اسکی قدرت کا نظام سب سے کامل اور سب سے اعلیٰ ہے اس کی تو کوئی مثال ہی نہیں دی جا سکتی۔

سائنسی ایجادات تو صرف روحانی دنیا کو سمجھنے کا ایک وسیلہ ہیں، وہ سب فنا پذیر ہیں لیکن قدرت کا نظام قیامت تک کے لیے ہے۔ سائنسی ایجادات اپنے استعمال میں بجلی اور بیٹری، ایندھن اور بہت سی چیزوں کی محتاج ہوتی ہیں، یہ مشینری خراب بھی ہو جاتی ہے ہر جگہ یہ کام بھی نہیں آسکتی، اس کے استعمال کی بھی کچھ شرطیں ہوتی ہیں لیکن روحانی نظام اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اور گنبد خضراء کے نورانی جلووں سے اسکی نسبت ہے اس لیے یہ نظام ہر وقت، ہر حال میں اور ہر جگہ پر کار آمد ہے۔ گنبد خضراء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آرام فرما ہیں اور نقشبندی سلسلہ کے سب سے پہلے مرشد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آرام فرما ہیں' ہندوستان میں خواجہ غریب

نواز اور امام ربانی کے مزارات، لاہور میں حضرت داتا گنج بخش ہیں، پاک پتن شریف میں بابا فرید کی درگاہ شریف، ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا وغیرہ بزرگوں کی درگاہیں ساری دنیا میں اولیاء اللہ کے مزارات مرجع خاص و عام ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب پر مدام رحمتیں نازل فرمائے، یہ مقامات روحانی فیض رسانی کا اہم مرکز ہیں جہاں سے صدیوں سے اربوں کھربوں انسانوں کی مرادیں پوری ہو رہی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام الاتقیاء مولانا مفتی شاہ محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد العصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگوں کے فیضیافتہ نورانی اور روحانی حضرات ہیں جنہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے فیض رسانی فرمائی اور آج بھی وہ سراپا فیض ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان عام مسلمانوں سے بالکل جدا اور ممتاز ہے۔ وہ دنیاوی زندگی میں بھی رہنمائی فرماتے ہیں اور وصال کے بعد بھی اپنے نام لیواؤں کی ناز برداری کرتے ہیں، وہ جغرافیائی حدود میں مقید نہیں رہتے، دنیا میں ہر جگہ رہ کر پکارنے والوں کی سنتے ہیں اور سنتے رہیں گے۔

حضرت قبلہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یعنی جدِ امجد کی خدمت میں بچپن سے ہی میرے شب و روز گزرے اُسکی ایک جھلک مولانا محمد یونس باڑی (کراچی) نے اپنی کتاب (انوارِ مظہریہ) میں پیش بھی کی ہے، مجھے حضرت سے بیعت ہونے کا شرف حاصل ہے اور عملیات و وظائف اور بہت سے معاملات میں اجازت اور خلافت بھی حاصل تھی۔ حضرت کے حکم پر عقیدتمندوں کو میں تعویذ بھی دیدیا کرتا تھا۔ راولپنڈی کے سفر ۱۹۶۴ء میں حاجی حنیف صاحب، حافظ رفیق الدین صاحب کے گھر میں بھی

میں نے حضرت کی موجودگی میں دعائیں اور تعویذات لکھ کر دیے تھے۔ لاہور میں حاجی رفیق الدین صاحب اور بھائی عرفان کے ہاں بھی میں حضرت قبلہ کے ساتھ تھا، حضرت کے قریب ہی میری جگہ ہوتی تھی، جو حضرات پھولوں کے ہار لاتے تھے حضرت میرے ڈال دیتے تھے، کراچی میں سعید غنی صاحب کے ہاں اور نازلی ہوٹل میں' میں حضرت قبلہ کے ساتھ تھا' دہلی کی درگاہوں پر حضرت کے ساتھ حاضری ہوتی تھی، سرہند شریف بھی ۱۹۶۶ء میں حضرت قبلہ کے ساتھ ہی حاضری ہوئی تھی اور راستہ میں حضرت نے میری اقتدا میں عصر اور مغرب کی نماز ادا فرمائی تھی۔ یہ سب نوازشات اور ان کے علاوہ بہت سے کرم مجھے ملتے رہے، ایک روز میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت قبلہ نے مجھے کوئی تحریر عنایت نہیں فرمائی جو میرے لیے سند ہوتی۔ خیال کا آنا تھا کہ قبلہ خواب میں تشریف لائے، میں نے حضرت سے یہی درخواست دہرائی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کاغذ لاؤ، میں لکھ دیتا ہوں اس وقت کوئی کاغذ جلد بازی میں نہیں مل سکا تو حضرت نے ایک بڑی سی کتاب الماری سے نکالی، غالباً وہ بڑی تختی میں ہدایہ اولین تھی، آپ نے بیچ میں سے ایک صفحہ نکالا، اس کے حاشیہ پر کچھ جگہ تھی تو آپ نے اس پر اپنے دستخط فرما دیے اور مجھے عنایت فرمادی پھر فرمایا ''دکھا دینا، جسے دکھاؤ گے وہ مان جائے گا''۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، میں نے یقین کرلیا کہ حضرت نے مجھے خلافت عطا فرمادی، اس واقعہ کو میں حضرت مجدد العصر کو پہلے بھی لکھ چکا ہوں، حضرت کے مبارک دستخط میری نظر کے سامنے ہیں اور آج بھی ہیں میں ان کے فیض اور برکتوں سے مالا مال ہوں۔ الحمدللہ

حضرت قبلہ کے وصال کے بعد ۱۹۶۷ء کے آغاز میں حضرت مجدد العصر

پروفیسر صاحب دہلی تشریف لائے' والد ماجد کے پاس کچھ باتوں میں مصروف تھے، میں بھی حاضر تھا۔ باتوں باتوں میں پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''بھائی! مکرم کو مجھے دیدیجیے، میں اپنے ساتھ پاکستان لے جاؤں گا، میں انہیں وہاں پڑھالوں گا اور میں اور یہ ملکر تصنیف وتالیف کا کام کرتے رہیں گے''۔

قبلہ والد صاحب (مولانا محمد احمد صاحب) نے فرمایا:

''میاں مسعود! یہ تو تمہارا ہی بچہ ہے، لیکن اس کی تو یہاں بہت ضرورت ہے کسی دوسرے بچے کو لے جاؤ''۔

بہ ظاہر یہ ایک چھوٹا سا مکالمہ ہے لیکن اس کی تہہ میں غور کیجیے کہ ۱۹۶۷ء میں ان دونوں بزرگوں کی توجہ اس حقیر فقیر پر پڑی اور حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت والد صاحب کے وصال ۱۳۹۱ھ کے بعد احقر حضرت قبلہ شیخ الاسلام کی مسند پر فائز ہوا اور الحمدللہ ۴۲ رسال سے اس خدمت پر مامور ہوں۔ آپ کا فرمان درست ثابت ہوا کہ ''اسکی تو یہاں بہت ضرورت ہے'' اور یہ فرمان بھی ''میاں مسعود! یہ تو تمہارا ہی بچہ ہے'' اس دن سے دونوں ہی ولیوں کی تربیت احقر کو حاصل ہوئی اور آج بھی خاندان مسعودی مظہری کے فیوض وبرکات سے احقر مالا مال ہے۔

آج مسعود ملت ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن وہ زندہ ہیں' اپنی نیک اولاد کی وجہ سے، اپنی خاندانی اعلیٰ نسبتوں کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنی روحانی، علمی اور ادبی خدمات کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنے ہزاروں لاکھوں تلامذہ سے، وہ زندہ ہیں اپنے عاشق اور نیک فرزندان نسبتی اور مریدین کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنی تقریروں

اور تحریروں کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنی تصنیفات و تالیفات کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنے پند و نصائح سے، وہ زندہ ہیں اپنے اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنے وطن کی خدمات کی وجہ سے جس پر ان کو اعزازِ فضیلت ملا، وہ زندہ ہیں www.almazhar.com ویب سائٹ کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں اپنی خدمات اور تعلیمات کی وجہ سے، وہ زندہ ہیں ان مشائخ اور علماء کی وجہ سے جن کی دعاؤں میں وہ ہر وقت شامل رہتے ہیں، ان کے نامۂ اعمال میں برابر نیکیاں درج کی جارہی ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

سہ ماہی آیات (امریکہ) کے جنوری فروری مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۱۶ پر ان کا بہترین مضمون شائع ہوا ہے ''عصری تقاضے اور ہماری ذمہ داریاں'' ایسے سیکڑوں مضامین ہیں جو امریکہ، افریقہ، ایشیا اور یورپ میں شائع ہوتے رہتے ہیں وہ ان سے زندہ ہیں، سہ ماہی رضا بک ریویو (پٹنہ، بہار) میں جنوری فروری مارچ ۲۰۱۲ء میں بھی پروفیسر صاحب کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔ وہ ''ماہرِ رضویات'' اور ''ماہرِ مجددیات'' اور ''مجدد العصر'' کی حیثیت میں زندہ ہیں، وہ ''جہانِ امام ربانی'' کی پندرہ ضخیم مجلدات سے زندہ ہیں اور ان کا علمی و روحانی فیض جاری ہے۔ بات بہت لمبی ہوگئی اور اگر سب کچھ لکھ دیا جائے تو بہت طویل مقالہ تیار ہوجائے گا۔

ہم سب خوش نصیب ہیں کہ پروفیسر صاحب کی یاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کی محفل منعقد کرتے ہیں۔ کراچی کے ادارے، ادارۂ مسعودیہ، امام ربانی فاؤنڈیشن، سرہند پبلی کیشنز اور مجلّہ المظہر وغیرہ اور لاہور کے ادارے، ادارۂ مظہرِ اسلام اور بزم اربابِ طریقت وغیرہ جو خدمات انجام

دے رہے ہیں اور حضرت مسرور الملت کی سرپرستی سے فیضیاب ہیں، اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

جیسے 'ہوا' ہمیں نظر نہیں آتی لیکن یہ اللہ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے جس پر زندگی منحصر ہے، اسی طرح اولیاء اللہ کی رحمتیں برس رہی ہیں اور ان سے ہماری دنیا اور آخرت کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں سے مالا مال فرمائے، ہماری ان سے محبت کو قبول فرمائے، آمین۔ اللہ تعالیٰ مسعودِ ملت علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(لاہور میں ''عرس مسعودِ ملت ۲۰۱۲ء کے نام پیغام سے ماخوذ)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۲)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
(مدیر اعزازی، مجلہ المظہر، کراچی)

❁❁

بیہقیِ وقت، سیدی استاذی مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نور اللہ مرقدہٗ مجسمۂ عجز وانکساری، سراپا شرافت اور اتباع سنت کا حسیں پیکر تھے......ان کی صحبت، سراسر محبت......ان کا کردار، سراسر پیار اور ان کی شخصیت، باغ وبہار تھی......حیف صد حیف کہ یہ بہار نذرِ خزاں ہوگئی۔

وہ خوبیوں کا پیکر تھے، اُن کی یادیں دلوں میں رچی بسی ہیں، نہ جانے کب تک رہیں گی......وہ چلے گئے مگر محسوس نہیں ہوتا کہ وہ چلے ہوگئے!......اُن کی یادیں، اُن کی باتیں، اُن کا ملاقاتیں اور اُن کی نگارشاتیں، اللہ اللہ۔ ربِ کریم اُن کی تربت پاک کو اپنے انوار وتجلیات سے ہمیشہ معمور رکھے۔ آمین

عالمی سطح پر ابلاغِ علم واشاعتِ دین کے لیے اُن کی تجدیدی خدمات اور بلند پایہ تصانیف عالم اسلام کا بیش قیمت سرمایہ اور دنیائے اہل سنت کا سنگھار ہیں......

آپ نے ساری زندگی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کے ابلاغ میں گزاری اور اسی مشن کی تکمیل میں جانِ عزیز، جانِ آفریں کے سپرد کردی......وہ خود بھی ایک عظیم شخصیت تھے اور ایک عظیم علمی وروحانی خاندان کے روشن چشم وچراغ تھے......علوم قدیمہ وجدیدہ کے جامع، اپنی تحقیقی وتخلیقی تصانیف کے سبب دنیائے علم ودانش اور اپنے ہم عصروں میں نہایت محترم اور قد آور شخصیت کے مالک تھے۔

۱۹۳۰ء کو دہلی میں ولادت ہوئی......جدِ اعلیٰ، فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی نقشبندی مجددی (م۔۱۸۹۲ء) اُنیسویں صدی کے ان عظیم علماء وصوفیہ میں سے تھے جنھوں نے بلاتفریق مسلک چالیس سال تک اپنے علم وفضل سے دہلی کی سرزمین کو منور رکھا......

والدِ ماجد مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی (م۔۱۹۶۶ء) علوم اسلامیہ اور دیگر علوم وفنون میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی متعدد علمی یادگار میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمۂ قرآن کا اردو میں ''مظہر القرآن'' (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور) کے نام سے ترجمہ اور مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ مظہری'' نمایاں ہیں......خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے اُن کے خاص مراسم تھے، امام احمد رضا کے تبحرِ علمی اور اُن کے نعتیہ کلام کے بڑے مداح تھے، جبھی تو اُن کی تصانیف میں جا بجا کلامِ رضا کے جلوے بکھرے نظر آتے ہیں......فاضلِ بریلوی کے مقرب خلفائے کرام ہر سال آپ کی مسجد فتح پوری میں

ہونے والے جلسہ جشن عید میلاد النبی ﷺ میں پابندی سے شریک ہوا کرتے تھے، جس کی تفصیلات فقیر کے مرتبہ رسالہ ''مساعیٔ جمیلہ'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں......

۱۹۴۷ء کے فسادات کے زمانے میں جب دہلی ویران ہورہا تھا، انہوں نے اپنے صبر واستقامت سے اسے آباد کیا۔ مسجد فتحپوری (دہلی) میں تاحیات خطابت وامامت فرماتے رہے، اُن کے فتاوٰی اور مکاتیب (مکاتیبِ مظہری) زندگی کے لیے راہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔

حضرت مسعودِ ملت نے قرآن کریم اور عربی وفارسی کتب اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں انہی سے بیعت وخلافت کا شرف بھی حاصل کیا...... ۱۹۴۱ء......۱۹۴۵ء مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری میں چندسال درسِ نظامی میں شریک رہے۔ ۱۹۴۷ء میں اورینٹل کالج، دہلی سے فارسی میں آنرز، ۱۹۴۸ء میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی (سوطن) سے فاضل اردو کا امتحان پاس کیا...... ہجرتِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۶ء میں پنجاب یونیورسٹی (لاہور) سے بی۔اے، ۱۹۵۸ء میں سندھ یونیورسٹی جامشورو (حیدرآباد، سندھ) سے ایم۔اے کیا اور ۱۹۷۱ء میں ''قرآنِ پاک کے اردو تراجم وتفاسیر'' کے عنوان سے ایک ضخیم مقالہ لکھ کر اِسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی۔

۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج، میرپور خاص (سندھ) سے بحیثیت لیکچرار ملازمت کا آغاز کیا اور اپنی صلاحیتوں کے سبب پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے، پھر سندھ اور بلوچستان کے مختلف کالجوں میں پرنسپل رہے...... نظامتِ تعلیم، کراچی کی اردو نصاب کمیٹی ریویو، سندھ یونیورسٹی حیدرآباد کے بوڈ آف اسٹڈیز کے رکن، سندھ

یونیورسٹی اور پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، حیدآباد، کوئٹہ اور مغربی پاکستان کی طرف سے بی۔اے، ایم۔اے اور درجۂ اول افسران کے ممتحن مقرر ہوئے...... شاہ عبداللطیف یونیورسٹی (خیرپور میرس، سندھ) اور کراچی یونیورسٹی کراچی کے ڈائریکٹر ریسرچ بھی رہے...... عالمی سطح پر دینی وعلمی خدمات پر پانچ گولڈ میڈل، ایک سلور میڈل اور دیگر تمغات کے علاوہ صدرِ پاکستان کی طرف سے ''سندِ اعزازِ فضیلت ۱۹۹۲ء'' بھی دی گئی...... مگر اُن کی طبیعت پر فقر وغنا غالب تھا، ہمیشہ ان چیزوں سے بے نیاز رہے...... جب کسی نے آپ کا گولڈ میڈل چرالیا تو اطمینانِ قلب اور بے فکری سے فرمایا:

''کوئی ضرورت مند تھا' سولے گیا''۔

۱۹۹۲ء میں ایڈیشنل سیکرٹری، وزارت تعلیم، حکومتِ سندھ کے منصب پر فائز ہوئے...... اور اسی سال ملازمت سے سبکدوش ہوکر خود کو خدمتِ دین کے لیے وقف کردیا۔

۱۹۹۴ء میں عرب کے مشہور عالم' شیخ طریقت علامہ شیخ سید محمد علوی مالکی مکی سے مدینہ طیبہ میں خرقۂ خلافت کا اعزاز ملا...... آپ کو اس کے علاوہ متعدد مشائخ سے سلاسل طریقت قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ وغیرہا میں اجازات تھیں مگر تاحیات سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے ذریعے عشقِ رسول (ﷺ) کے جام پلا پلا کر عالم اسلام کو خوب سیراب کرتے رہے آپ کے ارادت مندوں کا حلقہ پاکستان کے متعدد شہروں کے علاوہ بھارت' مسقط، افغانستان، سعودی عرب، اومان، دبئی، ابوظہبی، مصر، امریکہ،

برطانیہ اور کنیڈا وغیرہ تک پھیلا ہوا ہے۔ پچاس سے زائد خلفاء میں اکثر علماء و مشائخ اور نامور صاحبانِ علم و قلم ہیں، مثلاً شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد، پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی، علامہ قاری محمد رفیق مسعودی، علامہ بدر القادری، علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، علامہ محمد رضوان خان نقشبندی، علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی، مولانا جاوید اقبال مظہری اور راقم الحروف وغیرہم۔

آپ کا تصنیفی کام عالم اسلام کے لیے عظیم سرمایہ ہے...... آپ کے علمی و تحقیقی مقالات کی تعداد سات سو سے متجاوز ہے جو کہ ملک و بیرون ملک کے علمی و ادبی جرائد کے علاوہ پاکستان، بھارت، ایران اور اردن کے انسائیکلو پیڈیا کی زینت بنے...... اسلام کے بنیادی عقائد اور اہم معاشرتی مسائل کے حوالے سے ایک بین الاقوامی کتابی سلسلہ شروع کر کے تجدید و احیاء دین کی سعادت حاصل کی...... یہ سلسلہ اس قدر مقبول ہوا کہ دنیا بھر میں لوگوں نے از خود ہزاروں کی تعداد میں ان کتب و رسائل کو شائع کر کے اپنے اپنے علاقوں میں تقسیم کیا' اسی دوران (١٩٩١ء) میں حج بیت اللہ اور سعادتِ زیارتِ اقدس حاصل ہوئی پھر بعد میں پانچ بار طلب کر کے دربارِ اقدس سے نوازے جاتے رہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے علمی و تجدیدی کارناموں کو جدید انداز میں پیش کر کے علمی دنیا سے ''ماہر رضویات'' کا خطاب پایا...... اردو نثر کو مذہبی نکتہ سنجیوں سے ہم کنار کر کے قلم کاروں کو نئے اندازِ نگارش سے روشناس کرایا...... امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی پر جدید انداز میں علمی و تحقیقی کتب کی تصنیف و ترتیب کا سہرا بھی آپ کے سر رہا، جن میں پندرہ جلدی عظیم انسائیکلو پیڈیا ''جہان امام ربانی

مجدد الف ثانی'' دنیائے علم و معرفت کے آسمان پر نہایت آب و تاب سے چمک رہا ہے......

تصانیف کے انگریزی، عربی، ہندی، سندھی، بنگلہ، فارسی اور کئی زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں...... عہدِ حاضرہ میں پچاس کتب کے مصنف کو عالمی سطح پر بڑا مصنف تسلیم کیا جاتا ہے، آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ١٥٠ ر سے زائد ہے...... جن میں:

☆...... ''امام احمد رضا اور ترک موالات'' ☆...... ''امام احمد رضا علماء حجاز کی نظر میں''

☆...... ''جانِ جاناں ﷺ''	☆...... ''جانِ جاں ﷺ''
☆...... ''جانِ ایمان''	☆...... ''محبت کی نشانی''
☆...... ''آخری پیغام''	☆...... ''فتاوٰی مسعودی''
☆...... ''فتاوٰی مظہری''	☆...... ''مجدد الف ثانی حالات و خدمات''
☆...... ''موجِ خیال''	☆...... ''مکاتیبِ مظہری''
☆...... ''محدثِ بریلوی''	☆...... ''دینِ فطرت''
☆...... ''مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال''	☆...... ''جشنِ بہاراں''
☆...... ''عیدوں کی عید''	☆...... ''اُجالا''

☆...... اور ''تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم''

وغیرہم مقبولِ عام ہیں جو کہ www.almazhar.com نامی ویب سائٹ پر بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ آپ کی دینی و تبلیغی اور تصنیفی و تجدیدی خدمات نیز شریعت

وسنت کے سانچے میں ڈھلے آپ کے ذاتی اوصاف کی بناء پر شرفِ ملت سیدی مرشدی شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری جیسی متعدد سراپا علم اور صاحب بصیرت شخصیات نے مجددِ عصر قرار دیا۔ عالمی شہرت یافتہ ممتاز نعت گو شاعر خالد محمود خالدؔ نے اپنے ایک شعر میں اس کا یوں اظہار کیا ہے کہ:۔

مجدد کا گماں کرتے ہیں تم پر
تمہارے قدر داں مسعودِ ملت

آپ کی نگرانی میں کئی اسکالرز نے پی۔ایچ۔ڈی اور ایم۔فل کیا، آپ دنیا کی اُن چند ممتاز شخصیات میں تھے جن پر اُن کی زندگی ہی میں نہ صرف مقالات وکتابیں لکھی گئیں بلکہ پی۔ایچ۔ڈی کے تھیس لکھے گئے...... چنانچہ آپ کی حیات، علمی اور ادبی خدمات پر بہار یونیورسٹی (بھارت) سے علامہ ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی (اُستاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام و مدیر معاون ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف بھارت) نے ۱۹۹۷ء میں مقالہ ڈاکٹریٹ تحریر کر کے پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ یہ مقالہ کراچی سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی حیات اور دینی وعلمی خدمات پر متعدد کتابیں پاک وہند اور مصر وغیرہ سے لکھی جا چکی ہیں۔

آپ بین الاقوامی علمی واشاعتی اداروں، ادارۂ مسعودیہ کراچی، ادارۂ مظہر اسلام لاہور، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، شرکت اسلامیہ میر پور خاص، سندھ اور امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی کے بانی، سرپرست جبکہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ عالمی ادارہ ''الرابطہ انٹرنیشنل پاکستان'' کے صدر

تھے، ان اداروں کے علاوہ ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کراچی'' سالنامہ مجلّہ یادگارِ مجدد'' کراچی اور'' مجلّہ المظہر'' کراچی کا تعمیری واشاعتی اور تبلیغی سفر آپ ہی کی رہنمائی میں رواں دواں رہا۔

آہ! ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ / ۲۸ راپریل ۲۰۰۸ء کی شب وہ گلِ حیات سے خوشبو کی طرح چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون...... اگلے روز بعد نماز فجر وصیت کے مطابق احقر راقم الحروف نے ان کے فرزند اور احباب کے ساتھ سنتِ غسل ادا کی۔ بعد نمازِ ظہر شاہراہ قائدین (کراچی) سے متصل وسیع گراؤنڈ میں وصیت کے مطابق فرزند وجانشین صاحبزادہ ابوالسرور محمد احمد کی امامت میں ہزاروں علماء ومشائخ، پروفیسرز وڈاکٹرز، اسکالرز ودانشورانِ قوم اور زندگی کے سبھی شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے نمازِ جنازہ ادا کی، ان کے پسندیدہ شاعر امام احمد رضا فاضل بریلوی کے رحمت آفریں کلام کی برسات سے شرابور قافلۂ جنازہ پرانا قبرستان (ماڈل کالونی' کراچی) کے احاطہ خاندانِ مجددیہ پہنچا، جہاں عاشقِ صادق کو محبوبِ حقیقی سے ملاقات کے لیے حجرۂ خلد کی آغوش میں دے دیا گیا۔

دل تو جاتا ہے اُن کے کوچے میں
جا مری جان' جا خدا حافظ

آپ کا چلے جانا' عالم اسلام کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے، جس پر ہر دل پُرغم اور ہر آنکھ پُرنم ہے (تفصیلات کے لیے محمد علی سومرو مسعودی کی مرتبہ کتاب ''یادوں کے چراغ'' ملاحظہ کی جا سکتی ہے)...... وہ عالم باعمل تھے..... علم دین کی بہار عمل سے

ہے' اور عمل کی بہار، اخلاص سے ہے۔ وہ سراپا اخلاص تھے...... صاحبِ عزیمت تھے...... بے مثال شیخ طریقت تھے...... بے نظیر محقق تھے...... با اثر مصنف تھے...... بہترین مترجم تھے...... اور مقرر نہ ہو کر بھی اثر انگیز خطیب تھے......'جان جاناں'، 'دین فطرت' اور 'جان جاں' جیسی کتب کے ذریعے نئے نئے رُخ سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے دکھانے پر محبت والے ''عاشق صادق'' اور ''بیہقی وقت'' کے علاوہ کچھ اور خطاب دینے کو تیار نہیں تھے......'جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی' کا منصوبہ بتاتا ہے کہ آپ ''رمز شناسِ مجدد الف ثانی'' تھے......انصاف و تحقیق کی ہواؤں سے تعصب کی گرد و غبار صاف کر کے رُخِ رَضا کی جلوہ زیبائی پر زمانہ کہتا ہے کہ آپ ''ماہرِ رضویات'' تھے۔

❀❀❀

مسعودِ جہاں، مسعودِ ملت

نذرانۂ عقیدت:......خالد محمود خالد نقشبندی (کراچی)

❀❀

مرادِ سالکاں مسعودِ ملت
ہیں مخدومِ جہاں مسعودِ ملت

عطائے مرشداں مسعود ملت
ہیں بزمِ دلبراں مسعودِ ملت

نگاہِ مرشدِ عالم کا صدقہ
تمہاری خوبیاں مسعودِ ملت

تمہاری فکر کے سب دائرے ہیں
متاعِ عارفاں مسعودِ ملت

جمالِ حق کا مظہر، مظہراللہ
ہیں مظہراللہ کی جاں مسعودِ ملت

'مجدد' کا گماں کرتے ہیں تم پر
تمہارے قدرداں مسعودِ ملت

دلوں کی دھڑکنوں کو تم نے بخشا
سرورِ جاوداں مسعودِ ملت

جنھیں بخشی گئی شہرتِ دوامی
ہیں وہ عظمت نشاں مسعودِ ملت

بسائیں آپ نے علم و عمل سے
دلوں کی بستیاں مسعودِ ملت

ملی ہیں خوشہ چینوں میں تمہارے
مقدس ہستیاں مسعودِ ملت

ولی ابنِ ولیؑ ابنِ ولی ہے
تمہارا خانداں مسعودِ ملت

غموں کی دھوپ میں نسبت تمہاری
ہے مثلِ سائباں مسعودِ ملت

عطا ہو ذکر کی مستی ہمیں بھی
ہو تم رطب اللساں مسعودِ ملت

سمجھ لیتے ہیں وہ احوال دل کا
دلوں کے راز داں مسعودِ ملت

ندا دی ہاتفِ غیبی نے خالدؔ
ہیں مسعودِ جہاں مسعودِ ملت

نذرانۂ عقیدت

ریحانہ شفاعت نازؔ

کہتے ہیں ملائک دنیا سے ہستی پیاری آئی
کہا میں نے گلشنِ مصطفیٰ کے گل ہیں میرے حضرت

فخر و عظمت کی مسند پہ بیٹھایا ہے خدا نے
خوش ہو ہو کے میں سب کو سناؤں میرے حضرت

نازؔ کے دل کو سکوں آتا ہے آپ کی باتوں سے
کہاں سے لاؤں میں اب آپ کو میرے حضرت